رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳

REGISTERD NO. A.783



M. B. Khan Artist — مستانہ المطابع پریس لکھنؤ وکٹوریا اسٹریٹ میں باہتمام حکیم محمد مرتضیٰ حسین مالک و اڈیٹر چھپ کر شائع ہوا — Baghman Lucknow

قیمت فی پرچہ ۲؍

مینیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد وضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لیجاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جائے گی یعنی ۶/ سالانہ قیمت لیجائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اسوجہ سے کہ طوالت کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے خدمت ملک کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپکے مذاق کے مضامین نہوں۔ اور دوسرے پرچے میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا یہ بہتر ہے کہ آپ امتحاناً تین ماہ کے واسطے خریدار بن جائیں اگر اس پرچے کے مضامین آپکے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چہ ہفتہ کے اندر مزید تین روپیہ بھیجکر آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں۔ ورنہ الخیر شاً بالسلامت۔ بندہ پرور ایک مشہور کیتا و یگانہ پرچے کا نمونہ طلب کرنا فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو اُنھیں لازم ہے کہ چند سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرا لیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اُٹھائیں مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دلانا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکیے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستہ میں گاؤ گھپ ہوجاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے عقب میں پانچ چار عتاب نامہ مینیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں کے وہاں تک نیاز مند مینیجر خود نہیں پہنچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گمشدہ نمبر دوبارہ حاضر خدمت کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اُسکا جواب نہ ملا تو زیادہ تنگ طلبی اور زبردستی نہیں کی جاتی پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں مینیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے اُنکے متعلق جملہ خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے۔

(۹) جو مضامین اودھ پنچ کی صلح کل پالیسی کے مطابق ہونگے وہ شائع ہونگے اور اُن کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں۔

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی رُخ پر لکھے جائیں۔ مذہبی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تعریض اُن میں نہ ہو۔ فقط

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں اُنھیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ اُن کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۶ نمبر ۳۷
مضامین غیر
۱۶ اکتوبر ۱۹۳۱ء

کھٹمل

ستاتے ہیں ہر اک کو اے یار کھٹمل
بلا کے ہیں ظالم جفا کار کھٹمل
ہوئی کبھی بارش میں ایسی یہ کثرت
کہ ہیں مثل سبزہ بہ دیوار کھٹمل
برستا نہیں مینہ، میرے گماں میں
برستے ہیں یہ موسلا دھار کھٹمل
ادھر مینہ آئی ادھر آ گئے وہ
مجھے روز رکھتے ہیں بیدار کھٹمل
وہ جب آتے ہیں چال چوں کی ہیں چلتے
گر جاتے ہیں نفس دار کھٹمل
کبھی گرم کرتے ہیں پہلو سے خالی
بغل میں ہیں گھس جاتے دلدار کھٹمل
بلا خوف مشیت کی مالا میں گھس کر
لڑائی سے کرتے ہیں بیکار کھٹمل
ٹھوکے ہیں پنڈت کے جا کر ہیں کرتے
ہر اک جا یہ شدھی کا پرچار کھٹمل
دیا جا سو رکھیں نہ انسان ایسا نہیں
کہ پروا ہے ہیں سخت بیزار کھٹمل
ہو بیچ جائیں جیتے ہوئے نہیں کرسکے
نہیں چھوڑتے سیب رخسار کھٹمل
نہیں دیکھتے وہ مرا نسل مجانس
نہیں جانتے کبر و پندار کھٹمل
نہیں جبکہ تبلیغ و شدھی کے قائل
تو کیوں ہیں یہ تسبیح و زنار کھٹمل
مسلمان مریضوں کے وہ دوست جانی
امیروں غریبوں کے ہیں یار کھٹمل
جو بچیں کو چھوڑا تو ان پاس پہنچے
نہیں رکھتے کچھ شرم زنہار کھٹمل
مگر چاہتے ہیں کہ پاتے ہی غافل
پہنچ جاتے ہیں ہو کے تیار کھٹمل
ستاتے ہیں بیگانہ و ہموطن کو
نہیں کم ہزیمت سے زنہار کھٹمل
مسہری، پلنگ اور کرسی و بستر
ہر اک جا لگاتے ہیں بازار کھٹمل
بہت ہی پسند انکو ہے سرخ نیتا
ضرور وہاں پر ہیں دو چار کھٹمل
نہیں مانتے گو کہ ہیں جان دیتے
کہ اک دھن میں ہیں مست و سرشار کھٹمل
وہ بہتر ہیں کچھ ہند کے لیڈروں سے
مچاتے نہیں شور بیکار کھٹمل
وہ کہتے نہیں گو کہ کرتے ہیں سب کچھ
نہایت ہیں دانا و ہشیار کھٹمل
میو اور طرح گر وہ ہیں ڈرتے
نہیں جاتے پاس انکے زنہار کھٹمل
کسی پر نہ ہوتی جو غفلت ہوتے
سوراج کے بھی سزاوار کھٹمل
منافق [illegible]

وفیات

ایک افسوسناک۔ [illegible]
حضرت شیخ ایک زندہ دل تھا کہ وہ [illegible]
لیڈروں کے دوست پنجاب زمین کے سپوتوں میں
سابق تھا محبت و اتفاق سے جس کو [illegible]
ہندو مسلم ایک [illegible] ہندوستانی
کی بد نصیبی ہے کہ غریبوں کے حق میں انتہائی ترقی
تو ساتھ ہی ان کے خیالات میں تقدیر کی
ہمدردی آ لگ گیا - وہ کچھ پچھلے ورثا سے
حاضر خدمت ہیں - تعلیم کے بعد [illegible]
عاداتوں کی اصلاح کرنا مسلمانوں [illegible]
ہے - ہماری اصلی غرض نظریہ کی [illegible]
[illegible] پیدا ہو جاتی ہیں

مختصر یہ کہ رشتے اور معاملات سے متعلق کل قانون
بہت سخت ہے - یہی تک ہمارے طریق کو اپنا
رہتے ہیں اپنے بزرگوں کی کمائی کو مصر کے زمانے
میں ہی رکھتے ہیں اور غریب سنا رہتے ہیں یہ ایک
قسم کا عجیب غریب برتاؤ والے اور دین اور ترقی
آسودہ مصریوں کی دو قوموں پر آج جوڑ دیتے ایک
تو دور تہذیب سے پہلے کا ہے اور دوسرا دور
مہذب ہے۔ راقم ناصر

(۱)

کہتے ہیں کہ اگلے زمانے میں حسن نامے ایک مصری
تاجر تھا - اسکے تمول کا یہ حال تھا کہ آج جو کا دستر
خوان تین مرتبہ بدل کے پھر رہتا جب بیمار رہنے لگا
تو اپنے اکلوتے فرزند علی کو وصیت کی کہ صاحبزادے
اپنا تب تو اب جاتے ہیں خدا کے گھر - دنیا کا تماشا دیکھو
تم ابھی بھولے بھالے نادان دنیا کا اونچ نیچ نہیں
جانتے - خوف ہے کہ بری چنگل میں تباہ ہو جاؤ
اور ہاتھوں کے پھندے میں نہ پھنس جاؤ اس لیے
نصیحت کرتا ہوں گرہ میں باندھ رکھو سنو بیٹے
کہ جب تمہاری والدہ چل بسیں اس وقت میں
تمہارا کوئی ساتھی نہ تھا اسی وجہ سے میں نے
دوسری شادی نہیں کی یہ احسان عمر بھر یاد رکھنا۔
دیکھو بیٹا میں نے تمہاری شادی اونچے گھرانے میں کی
تمہیں لازم ہے کہ اپنی بی بی کے ساتھ اچھا سلوک کرو
اور رفاقت کے لیے نیک آدمی انتخاب کرو ان باتوں کو



کبھی فراموش کر نا گرہ میں باندھ رکھو۔

مصری سوداگر صاحب چل بسے مگر مرتے وقت ایک غلط بات بھی کہتے گئے جو دنیا داروں کے یقین کے بموجب بالکل لغو ہے یعنی یہ کہ بیٹا دنیا نیکی پر قائم ہے لہذا نیکی سے کبھی غافل نہ ہونا۔

مولانا پنچ آپ کو واسطہ۔ کیا دنیا کے قیام کا باعث نیکی ہے؟ اجی لاحول ولا قوۃ جب بیچ ہو کر بوبو ...

خیر۔ سوداگر صاحب تو چل بسے اور سوداگر بچے صاحب مدتوں باپ کے سوگ میں روتے دھوتے رہے آخر دیا فقیر اخلو خیرات آگھیرا اور دولت مان پارے کی آمدنی کی طرح اڑنے لگی بی بی غریب نے لاکھ سمجھایا بجھایا مگر میاں کی سمجھ میں خاک نہ آیا۔ باغ و راغ کے سوا انکے نزدیک دنیا میں کوئی چیز موجود نہ تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ساری دولت مثل بیٹ گوری کہا جن چٹکیوں میں غائب۔ تیل کا داغ جاننے سفیدی نقرہ کا نور کیسے زر کی سیاہی دستگیر چراغ سے جس طرح بجھتا ہے تو جیوں کی تیوں رہتی ہے۔ مگر یہاں پہلے تو چراغ سے چراغ جلے پھر اصل چراغ ہی نہ رہا گیڑی کیونکر رہتی اور یا سن رفتوں کے گھر پھیرے یہاں پتھر پڑے۔ اب جس ملنے والے

سے کہتے ہیں بھائی صاحب ذرا ایک بات سنتے جائیے وہ چھو تو مروت کے جواب دیتا ہے اس وقت بہت ضروری کام ہے پھر کبھی انشاءاللہ ملاقات ہوگی؟ گویا کبھی میل ہی نہ تھا۔ آپ جانئیے تو گر مفلس ہو جائے تو مسکن اور وطن اسکے حق میں جہنم ہو جاتا ہے۔ بی بی بچوں کو ایک پڑوسن کے احسان کے حوالے کر کے انھوں نے جو تی جھاڑی تو شام

پھر بچے کچھ دنوں ایک سوداگر کے مہمان رہے پھر غیرت نے انگلی دکھائی تو پیارے ٹکڑوں پر زندگی کے دن کاٹنا گوارا نہ ہوا بغداد کی راہ لی اتفاقاً جن لوگوں کے ساتھ یہ سفر کر رہے تھے وہ بغداد پہونچ کے لٹیروں کی بیدار کا شکار ہوا لٹ جانے کا جانا انکے ہاتھ آیا۔ بغدادیوں نے مہمان عزیز سمجھ کے خاطر داری کی۔ ایک نیک سوداگر نے ان سے حال پوچھا تو انھوں نے کہدیا کہ میں فلاں سوداگر کا فرزند ہوں یہاں بقصد تجارت آیا تھا جو کچھ ساتھ لایا تھا وہ تو لٹ گیا جو پیچھے رہ گیا وہ عنقریب آجائیگا۔ اس تاجر نے آؤ بھگت کے ساتھ حق مہمانی ادا کیا۔ وہ کئی خالی حویلیوں کا مالک تھا انھیں اپنے غلام کے ساتھ مکان پسند کرنے کے لیے بھیجا۔ ایک نہایت عمدہ اور وسیع مکان خالی پڑا تھا انھوں نے پسند کیا۔ غلام انکی پسند پر سراسیمہ ہو کے بولا حضور یہ خدا اور یہ مکان جنات کا مسکن ہے جو کوئی اسمیں رہتا ہے ایک شب سے زیادہ زندہ نہیں رہتا۔

علی سوداگر در یوزہ گری سے عاجز جان سے تنگ تھا یہی بات پر اڑ گیا کہ میں تو اسی میں رہونگا۔ صاحب خانہ



گورنمنٹ :: تمنا ہے میں بر سر زمیں۔ مٹی یہاں کی ہے وہیں سونپائے جاتے ہیں
دکھ درد سارے پڑا رہ ۔ آئینہ دیدہ خواہد شد ::

جائداد زرعی واسطے فروخت

سارو ہ نہر کے قریب شاہجہانپور ضلع میرٹھ دو ہزار نو سو اکیڑ خالص آراضی تقریباً چھ ہزار بائیں۔ یہ عنقریب بڑے اضافہ کی امید ہے میں زرخیز پیداوار گندم۔ جو۔ نخود۔ نیشکر۔ روئی۔ بسن۔ چاول۔ مکئی وغیرہ نکاسی گاہ قریب ہیں۔ ریلوے اسٹیشن تین میل بذریعہ موٹر لکھنؤ یا شاہجہانپور پہونچ سکتے ہیں۔ قیمت تین لاکھ۔ دیگر حالات بذریعہ مراسلات

ایل گوپی ناتھ آکشنیر و اسٹیٹ ایجنٹ
کشمیری دروازہ دہلی

فی الفور ضرورت ہے

سیاست کے لیے ایک عمدہ معاون کی اردو اور انگریزی زبان پر کافی عبور اور روزانہ اخبارات کی ادارت اور ترتیب کے کام کا کافی تجربہ رکھنے والے حضرات کے سوا کوئی صاحب درخواست ارسال کرنے کی زحمت گوارہ نہ فرمائیں۔ تنخواہ حسب لیاقت ہوگی۔

المشتہر

سید عنایت شاہ مہتمم اعلی دفتر سیاست لاہور

گالیاں

سننے کا شوق ہو تو سمیکی رضا ئے دار کی کتاب مدونہ کا اردو حصوں میں ترجمہ ہو گیا ہے اردو کیا نہ سلیس ہے شروع میں ایک مقدمہ لگا ہوا ہے جس کی پبلک نے بہت تعریف کی ہے۔ اگر آپ کو گالیاں سننے کا شوق ہو تو فوراً منگائیے۔

قیمت صرف عہ

منیجر حقیقت بک ایجنسی لکھنؤ

خبر ہوئی اس نے بھی منت سماجت کی مگر قبول نہ ہوئی آخر جا نماز پر نماز پڑھی چار پائی بچھی کے استنجے اور وضو کے ... انھوں نے ... خواہش سے اس آسیب زدہ مکان میں رہنا قبول کیا ہے اگر ... سے ضرور پوچھے یا میری جان پر بن جائے تو ... مکان اس سے بری ہے ... سوداگر بچے صاحب نے ... غلام نے ضروری سامان وہاں رکھ دیا اور ... جائے گا۔ انھوں نے کنویں سے پانی بھر کر وضو کیا نماز پڑھی کھانا کھایا۔ مکان نہایت وسیع اور خوبصورت تھا طبیعت خوش ہوئی ٹہلنا چاہا کہ بیٹھے۔ ... میں کسی نے ... مکان سے آواز دی کیوں میاں تم بھی مصیبت آئے ہو۔ تمھارا ہی نام ... علی تم ہی ... کے فرزند ہو۔ انھوں نے کہا ہاں بھائی اس بندے کا نام علی ہے۔

آواز نے کہا تمھیں معلوم ہو کہ اس مکان میں تمھارے حق کا ایک خزانہ مدتوں سے گڑا ہوا ہے تمھارے جد امجد ... تھے انھوں نے یہ مکان بنایا اور اس ماجرا کو ... کے دولت دفن کر کے خزانہ کی حفاظت پر متعین کیا۔ اس مکان میں جو کوئی رہنے آیا میں نے اپنی آزادی کی ہوس میں اس سے نام و نشان پوچھا وہ ڈر کے مارے مر گیا اور شہر والوں نے مشہور کر دیا ... اس کا خاتمہ کر دیا۔ ... کہ مبادا وہ خزانہ پر ہاتھ ڈالے۔ شکر ہے کہ آج تم سے ملاقات ہو گئی۔ میری آزادی کا وقت آ گیا۔ دیکھو صحن کے بیچوں بیچ ایک گڑھا ... ہے اسے کھودو اور سارا مال دیکھ بھال لو۔ مال کی فہرست اسی خزانے میں رکھی ہے ایک پائی کم نہیں ہے مگر ایک غرض میری بھی ہے کہ جب تم مال پر قبضہ کر لو تو مجھے آزاد کر دو۔

سوداگر بچے صاحب رہے ... جان ... مال۔ ماشاءاللہ آنکھیں کھل گئیں۔ لارڈ ... نے ... کو ... میں بھی ... کو محتاج نہ تھے۔ اگر انھیں مصری فرعون کا مال بھی ملتا تو ... سوداگر ... کے آیا تھا ... خوشی کے ... اور میاں جن صاحب سے کہا۔ سنو بھیا یہ خزانہ تو مجھے دائم دولت کے ... کہا ہے کہ ایک خزانہ ملے جواہر نکالا ... میں بھی ہے تم اس خزانہ سے ضرور ... ہو گے۔ آزادی اس وقت ملے گی جب وہ خزانہ ... بندے کے ... میں ... تمام یہاں پہنچ جائیں۔ جن نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے۔ تیسرے دن خزانہ گدھوں پر لدا ... سوداگر بچے ... شہر میں پہنچ گیا۔ مگر بادشاہ وقت نے کوئی پوچھ گچھ نہ کی ... والوں نے حالانکہ ایک مکان ... واقف ہو گیا تھا اور ... بھی تھا ... ایک مکان نے بھی ... اور یہ کہا کہ دوست یہ مکان ایک مدت سے میرے تصرف میں ہے خزانہ تمھارے مقدر کا تھا میں شریک نہیں ہونا چاہتا میرے نصیب میں ہوتا تو مجھے کیوں نہ ملتا۔

(۲)

چند سال اس طرف کا ذکر ہے کہ ایک لکھی بھائی نے اپنے آبائی مکان کی دیوار کھودی دیوار میں ایک پتیلی گڑی ہوئی ملی پتیلی میں اشرفیاں تھیں اشرفیاں کیسی؟ انھیں عذاب جان کہیے جس وقت انھیں یہ دولت ملی اس وقت کوئی وہاں نہ تھا مگر خدا جانے کس طرح بو پھوٹی۔ بے چارا بھائی پولیس نے گھیر لیا۔ کانسٹبلوں نے ... مہذب زبان میں یوں شان بڑھانی شروع کر دی۔

— ہاں۔ ... باپ کا سا مال ... ہضم کر لو۔ اب جائیو ڈال ... جانتے نہیں ہو۔ دفینہ سب گورنمنٹ کا ہے۔ ... سانچ سانچ کہہ دو ... نہیں تو اس ڈنڈے ... کر دیو۔

یہاں سے روایتیں مختلف ہیں کوئی کہتا ہے کہ لکھی بھائی ... سونے چاندی کے خزانے جمع کرتے ہیں ان کی پیشانی اور پہلو اس سے داغے جائیں گے ... دنیا ہی میں لکھی بھائی کو بھگتنا پڑا یعنی داروغہ جی نے انگیٹھی سلگوائی ... ہونے کا حکم ... اور اس کمی پل کے نیچے انگیٹھی ... کہ ... کی ہتھیلیاں ... اور چاندی ... کسی کا قول ہے ... آب ... اس ... کا تھا کہ ... بعد ... تعظیم ... بیچارے ... پیشاب خطا کر گئے تھے۔ کوئی ... ہے کہ خزانہ پولیس کے ہاتھ لگا ... سے نکلے اور ... کرتے ... ہو گئی لکھی بھائی سخت جان تھے بچ گئے۔ دل کے مضبوط تھے جو ... نہیں۔ سنتے ہیں کہ مقدمہ کچہری تک پہنچا۔ پولیس کا دعویٰ تھا کہ مال زمین میں گڑا ہوا ملا۔ لکھی بھائی کا جواب تھا کہ اول تو مال زمین ... نہیں۔ فرض کرو ملا بھی تو ... دادا پردادا کی ... ہوئی ہے ان کے تنہا وارث ہم ہیں۔ قانون کہتا ہے زمین سے مال نکلے تو وہ سرکار کی ملک ہو گا۔ زمین سے چار بالشت کی اونچائی زمین میں داخل نہیں۔ خدا جانے بحث کا نتیجہ کیا ہوا لکھی بھائی مقدمہ جیتے یا ہارے ... تو ہار کا بار ... پڑا ہو گا۔ اور اگر جیتے تو خاک جیتے کیا معنی کہ ... کے جیتنے کے معنی اچھے نہیں۔ اس دولت سے مفلس کی جوانی ہزار درجہ بہتر ہے۔ سچ کہا ہے دولت عظیم وبال جان ہوتی ہے زر ... کی خالی پتیلی کا بار سنبھالے پھرنے سے کیا فائدہ؟

مصطفٰے بار خلافت نہ توانست کشید
حاجی شوکت کے تن و توش پہ قرعہ نکلا

(افادات حضرت ... الدین)

مبارک۔ مبارک۔ سلامت سلامت
خلافت کا خلعت بایں قد و قامت

... دیکھی ... آنکھوں کی دیکھی کہے ... نہیں ... خلافت ... کا ... خود ... کے ... اور ... کی ... کا ...

ہر لمحہ ہی کے گرد لپٹا ہے جن کے بازوؤں میں زور اور ارادے میں استحکام تھا جیسے سال سال خدا کی انعام تھا اُن کا ذکر یہاں بے محل ہے ہم اپنے زمانے کی کہتے ہیں کہ بر بنائے روایات مسلمہ و غیر مستند مصطفےٰ کمال کی فرنگی تابی نے غضب ڈھایا جو امارت مومنین کا تاج اخیر سنہ شاہانہ تاج سر پر اور نہ داڑھی مونچھ منڈوا کے بن بیٹھے مسٹر ایم کمیل۔ خود تو بٹے ہی تھے اپنے ساتھ ہی ہماری خلافت کمیٹی کا کھیل بھی بگاڑا واللہ صد بھر بڑا کیا۔ مسند خلافت بھی سونی ہوئی اور خلافت فنڈ کے تھیلے کی توند بھی پچک گئی آپ ہی بتایئے اب چھوٹانی سال کا تاج کس کے سر پر چڑھائیں وہ اسم کہاں سے لائیں جسکے جپتے ہی زر علیہ اسلام کی بارش ہو پیٹ کا دھندا چلے بجاؤ ایسوسی ایٹیڈ پریس بمبئی والوں سے یہ حالت دیکھی نہ گئی اُنھوں نے خلافت کمیٹی کو آنریری دارالخلافہ اور حاجی شوکت علی صاحب کو بزبان حال یہ کہ کے خلیفہ بنا لیا کہ حضرت خانہ خالی را دیو می گیرد کہیں ایسا نہو کوئی وحشی اہل طلعت خلافت زیب لباس بر خلافت زا کہہ انا الخلیفہ کی بانگ لگا بیٹھے تو تیغ خلافت میں لوہے لگ جائیں۔ لگتے ہاتھوں آپ ہی اس منصب کو اپنے جاری مجبر کر ڈیل پر سج لیں تو ہماری اشک شوئی ہو جائے۔ رہا اقتدار و اختیار تیغ و خنجر کا معاملہ تو یہ کوئی ضروری چیز نہیں اوّل تو سلاطین ہتھیار کی تخفیف پر تلے ہوئے ہیں اگر ایسا ہوا تو میر و مختار ایک ہی گھاٹ پانی پئیں گے آپ اور وہ دونوں برابر وہ کہیں انا السلطان تو آپ فرمائیں انا الخلیفہ۔ دوسرے یہ کہ سبھا میں راجہ اندر بھی راجہ ہی کہلاتا ہے ناٹک میں اکبر شاہ ہفت کشور بن جاتا ہے ہر تاش کی گڈی میں چار بادشاہ رہتے ہیں کوئی قصہ قضیہ نہیں ہوتا گنجفہ کے خانہ میں آٹھ میر امارت کرتے ہیں کوئی دن کو آفتاب ہوتا ہے کوئی رات کو ماہتاب بن کے چار دن کی چاندنی دکھاتا ہے یہ سب دست بدست مارے مارے پھرنے پر بھی بادشاہ ہی رہتے ہیں۔ شطرنج کے مہرکیا ہوتی شاطر کی مٹھی میں رہتی ہے اسپر بھی منصب شاہی کے وقار میں بل نہیں آتا خلافت بھی ایک منصب ہے بن پڑی تو خیر نہیں تو مات کھانے پر معزول خلیفہ کا لقب ہی جینے کے لیے بہت ہے۔ کیا عجب ہے کہ دکن کی ریاست سے وظیفہ مل جائے اور امیر المومنین شوکت علی خان اول کو ترکی معزول خلیفہ پر ترجیح دی جائے۔ ورنہ مجھے جھکے ماہی مجھ سے ہی خوش اعتقاد خوش باور مریدوں کی ہندوستان میں کمی نہیں زکوٰۃ کی بوچھار سے بیت المال پیٹ المال ہو جائیگا۔ یہ بھی نہ سہی تو چھوٹانی سال لاوارث پڑی ہے اسپر تصرف کا حق تو کہیں نہیں گیا۔ ایک کیقباد شہریار ایران تھا دوسرا کیقباد لکڑہارا تھا۔ دونوں جنگل میں جا پڑے بادشاہ نے لکڑہارے کو دیکھا ہمنام جو پایا تو بہت گھبرایا۔ شاہزادی ہمراہ رکاب تھی اُسنے باپ سے کہا کہ اس جورو کو چھوڑا ہے ورنہ رتبہ میں نہ سہی پر دولت اعتبار سے یہ بھی حضور کا ہمپایہ ہو جاتا۔ جنگل میں آکے بادشاہ نے شاہزادی کو جنگل میں یہ کہہ کے چھوڑ دیا کہ تو بڑی سوگھڑ ہے تو اسے تونگر بنا کے دکھا ورنہ آج سے صورت نہ دکھانا۔ شاہزادی لکڑہارے کے ساتھ ہی ہو لی پوچھا لکڑی کا گٹھا کتنے کو بیچتے کہا چار پیسے کو۔ بولی دام کیا کرتے ہو۔ جواب ملا آٹا لاتے ہیں۔ روکھی پھیکی کھا کے پڑ رہتے ہیں۔ شاہزادی نے حکم دیا کہ تین پیسے کے گیہوں لاؤ ایک پیسہ بچاؤ۔ بازوؤں کی قوت سے گیہوں میں برکت ہوئی کچھ روٹی بچ رہی دو صبح کو بال بچوں کا ناشتہ ہوئی۔ گت پڑی تو لکڑہارے صاحب نے بڑا سا بوجھ کاٹا چار کی جگہ چھ پیسے دام لگے۔ آخر شاہزادی کی ذہانت اور کفایت نے شاہی ہمانی ہمسل کی رنگت سے ہم کر دی۔ دن بھلے آتے ہیں تو مٹی بھی سونا ہوتی ہے جس پہاڑ کے غار میں لکڑیوں کا ذخیرہ تھا دفعتہً دھڑ دھڑ جل اٹھا لکڑہارا سمجھا کہ آفت آئی مگر غار میں سونے کا معدن تھا آگ کی حرارت سے پہاڑ کی رگیں پگھلیں زرد زرد خون بہا۔ شاہزادی کی چاندی ہو گئی رہی سہی کسر پوری ہو گئی تیسرے سال شاہ کیقباد جو آیا تو جنگل نہ تھا موجود دارالسلطنت یا دارالخلافہ کے نقشے پر ایک بڑا شہر آباد تھا جسکا مالک وہ ہی کیقباد تھا جو کشش شاہ کیقباد کو در در تھا بفضل خدا سے آپ بھی چھوٹانی سال کی بدولت کیقباد و خسرو فروش سے کہیں زیادہ متمول ہیں وہ اگلی سی ارزانی تو اب نہیں کہ تین پیسے میں گیہوں مگر سو گھر بیساروں کی توجہ سے کیقباد شہریار نہیں تو موٹر کار والے فورڈ اور گراموفون والے ایڈیسن بن سکتے ہیں۔ اگلے چھوٹر مستقیمین نے خلافت فنڈ کی کروڑوں کی دولت دو دن میں ہضم کر لی خیر ابھی کچھ بگڑا نہیں خلافت کا خوان یغما موجود ہے اسے غار کیقباد سمجھئے آگ لگی تو کیا عجب ہے کہ طلائی رگوں کی فصد کھلے۔ ماشاء اللہ آپ میں کمی کس بات کی ہے والدہ مرحومہ کی زبانی اطفال بازار ایک شعر پڑھا کرتے تھے ؎

بولی اماں محمد علی کی — جان بیٹا خلافت پہ دے دو

اس جہت سے آپ دونوں بھائی زندہ شہید ہیں تقریر و تحریر میں کسی سے پیچھے نہیں اپنے آزادی زبان باشی کا وصف زبان زد خاص و عام ہے لہذا گرویدگی خلافت اپنے ہاتھ کا کھیل ہے۔ ہزار ہیں ابن سعود اور مصر ثانی سے جنگ وہ ثبات زبانی شجاع اور غازی ہونے کی دلیل ہے۔

شرائط خلافت پر ہم بھی صاد و حاجی صاحب کے ساتھ ہی مسند خلافت سے بھی عرض مبارکباد کرتے ہیں۔ جن لوگوں کی سعی دوقت بلند و طلاقت لسانی کی بدولت آج خلافت ملی ہے شاید کل مسند حکومت اور پھر سلطانی تخت پر قبضہ ہو جائے۔

راقم سید ادیب الدین

نیرنگ رامپور

(نمبر ۱)

ایک جگہ چند شاعر جمع تھے کچھ خوش فکروں کا جمگھٹا تھا بات میں بات نکلتے نکلتے وہ بن جن عالم بالا کا ذکر چھڑا کسی نے کہا آسمان پر ایک فرشتہ ہے جو ہر صبح و شام



دو جفاکاروں کے پنجے میں ہے جوبن انکا

وہ کہتے ہیں ادھر عاشق اُودھر عاشق کدھر جاؤں
دو طرفہ کھینچنے والے مرے دامن کے بیٹھے ہیں

دیسی:- ہائے مورے راجہ سوتن گھر نا جا- بیرن گھر نا جا- بیرن گھر نا جا۔ —— راجہ:- راجی رانی- تم بھی ٹھیک کہتی ہو۔

ولایتی:- مائی ڈیر- ٹک میرا مائی ڈیرنگ میرا پیارا- تم ہر کاہ پر ٹیرو —— راجہ:- اویس- آل رائٹ۔

جو صاحب پنساری عطار یا عطر والوں کے دستی صحیح پتے حافظ سیتا محمد نبی صیقیا باغ لکھنؤ کو دینگے (اکدم ۱۳ اشعہ عمدہ عطر مفت روانہ ہوگا۔

آمادہ کیا ہے:۔

"لدوا للموت وابنوا للخراب"

موت نزدیک ہے جو کچھ بنا ہے وہ ایک دن بگڑے گا۔ دوسرا مسکراکے برا فرشتہ کا ہے کہ اپنے وقت کا "ابو العتاہیہ" عرب کا مشہور شاعر ہے۔ ابو العتاہیہ کے کلام کا جزو اعظم موت اور تباہی ہے وہ گھڑی بھی کوئی شخص ان کا کلام دیکھتا ہے تو کیسا ہی خوشدل ہو رنجیدہ ہو کے بسورنے لگتا ہے۔ لاحول ولا قوۃ بھلا مولانا شیخ سے زیادہ سوت کون ہے جو دنیا کی بے ثباتی کا قائل ہو مگر مصائب و آلام کے ورود و نزول پر جو کوئی قہقہہ لگاتا ہے وہی اصلی شاعر ہے۔ جب گریۂ شمع و خندۂ گل کا نتیجہ ایک ہے تو دلسوزی کی جگہ شگفتہ روئی سے کام لینے والا زیادہ نفع میں ہے۔ کہ شمع جلتی ہے تو پروانوں کی لاشیں اپنے وجود کے ثبوت میں چھوڑ جاتی ہے جن پر کوئی روتا ہے نہ ہنستا ہے۔ مردہ شمع پتیاں گھسیٹ لے جاتی ہیں گل مرجھاتا ہے تو جس کسی کے گلے کا ہار بنا تھا اسکے دل اور لباس میں اپنی مہک اور خوشبو کا ترکہ تقسیم کرتا ہوا رخصت ہوتا ہے۔ ایک فلاسفر خاتون کا حال یونانی فلسفیوں کے تذکرے میں لکھا ہے کہ بیوہ ہوئی تب بھی نہ روئی پھر اتفاقاً چار جوان کڑیل فرزند وبا میں تلف ہوگئے اُن پر بھی آنسو نہ بہائے۔ چاروں لاشیں زمین پر پڑی تھیں بھوک لگی۔ کھانے کو کچھ گھر میں نہ تھا۔ تاک انگور ہندوستانی ساماج کی طرح کھپچوں کے سہارے لٹکتے ہوئے تھی مگر خوشے دست درازی کی حد سے دور تھے کوئی سیڑھی بھی نہ تھی۔ یہی ممکن ہوا کہ چاروں لاشیں تلے اوپر رکھ کے گویا زینہ تیار کرلی اور خوشے انگور کھانے لگی۔ لوگ سنگدلی پر حیران ہوئے جب شور ہوئے باتیں بعض ملاقاتی حکیموں سے صبر نہ ہوسکا اعتراض کر بیٹھے۔ اس نے ہنس کے جواب دیا "طبیعت کلیہ نے (باصطلاح فلاسفۂ یونان) کا اقتدار رونے سے گھٹتا ہے نہ ہنسنے سے۔ رونا ہوتا رونا چاہیے تو روتیں۔ مگر مجھے تو بھوک لگتے ہی معلوم ہوگیا کہ میرے جگر پاروں کی موت نے ذرا سا اثر بھی

نہیں کیا۔ معدہ مطمئن ہے تو دل کیوں بھر کے؟"

اس لحاظ سے میر تقی مرحوم اور مولانا شیخ کے رنگ طبیعت میں ایک قسم کی منافات ہے۔ میر تقی میر مرحوم اپنے وقت کے "ابو العتاہیہ" تھے خود فرماتے ہیں (ہر ترکیب گفتگو ظرافت سے خالی نہیں) سے

میں نے جو کہا تجھ بن کیا کیا نہ الم گزرا
بولے کہ ابے تیرا روتے ہی جنم گزرا

صرف روتے ہی جنم گزرا اور کفایت نہیں ہوئی جو کوئی اُنکا شعر آج بھی پڑھتا ہے وہ آنسو گرانے لگتا ہے۔ اور کچھ نہیں تو اتنا ہی سہی "ہائے کیا کہا ہے" ہاں۔ کبھی کبھی میر صاحب روتے روتے ہنس بھی دیتے ہیں مثلاً شکستہ چھت اور اپنی خراب خستہ حالت کی ہجو میں لبوں سے ہوئے ہونٹوں کی مسکراہٹ ظاہر کرتی ہے کہ ہجوم آلام اب گریہ کے قابل نہیں رہا یعنی اس دنیا میں معشوق کے ہجر کے سوا اور کوئی حالت قابل گریہ نہیں ہے

اک ہوک سی دل میں اٹھتی ہے اک درد جگر میں ہوتا ہے
ہم راتوں چھپکے روتے ہیں جب سارا عالم سوتا ہے

نیرنگ کے "میر نمبر" میں انکے جملہ اصناف کلام سے بحث کی ہے بعض مضمون نگار اکثر سخن شناس ہیں اس مجموعہ کے دیکھنے سے میر صاحب کی طبعی دردمندی اور افتاد مزاج سے واقف ہونا آسان ہے اہتمام کرنے والوں نے حتی الامکان کافی جد و جہد کی ہے۔ سرورق خوشنما ہے ۱۵۰ صفحہ کا حجم ہے لکھائی چھپائی کاغذ مناسب ہے۔ میر صاحب کی قبر کا پتا نہ دو شعر ہے گورستان البتہ موجود ہے اسکی تصویر اس نمبر میں دی گئی ہے۔ جس زمانہ میں کوئی سڑک کی تعمیر نے اس گورستان کا دامن کترا نہیں تھا لکھنو کے مشہور شاعر شیخ محمد جان صاحب شاد پیرو میر نے ہمیں میر صاحب کی قبر دکھائی تھی جس قبر کو اب لوگ میر کی قبر سمجھتے ہیں یہ قبر وہ نہیں ہے۔ خیال ہوتا ہے کہ پل کی جنوبی دیوار کے نیچے آگئی ہے سے

صبا نے انکے کوچہ سے اڑا کر
خدا جانے ہماری خاک کیا کی

بہر حال یہ نمبر بھی مقبول ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ہمیں اعتراض ہے تو صرف اتنا کہ نولکشور پریس کا چھپا ہوا کلیات کاتب صاحب کے اغلاط سے مالا مال ہے اور مضمون نگاروں نے بغیر تصحیح بعض اشعار نقل کر دیے ہیں ناموزوں ہونے کی بھی پروا نہیں کی مناسب ہے اور دیکھیے۔ ایک روپیہ قیمت ہے۔

طوفان کلکتہ

دہلی کا زلزلہ ختم ہوا تو کلکتہ سے طوفان اٹھا۔ یہ ایک ہفتہ وار پرچے کا نام ہے۔ سمندر کا اتصال اور طوفان و تلاطم کا سامنا نہ ہو مشکل ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ نام کے معنی صرف "صاحب نام" کے ہیں وہ حق پر ہیں۔ اسلامی پرچہ ہے شعر اسلامیہ قیمت ہے ابو الکمال صاحب کامل ایڈیٹر ہیں۔ لکھائی چھپائی کاغذ رسمی ہے۔ اس وجہ سے کہ کلکتے سے اردو کا پرچہ مفقود ہوتا جاتا ہے توجہ کی ضرورت ہے۔

الناقد آگرہ (اکبر آباد)

آگرے سے ہفتہ وار نکلتا ہے۔ خدا جانے "آگرہ" کو "ناقد" کیوں اسقدر پسند ہے کہ ایسے ہی پرچے نکالتے ہیں جنکے سر پر "ناقد" ہو پہلے "الناقد" ایک صاحب نے نکالا تھا اب "الناقد" نکلا ہے۔ سید جاوید صاحب قادری اسکے ایڈیٹر ہیں "ضرورت شعر" اسکی ایجاد کا سبب معلوم ہوتی ہے مگر صورت اخبار کی کاغذ کی سی ہے۔ خاصا ہے۔

طبیبہ، الٰہ آباد

ماہوار رسالہ ہے الٰہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ مختلف اور مروج طرق علاج کا جامع ہے۔ لیڈی ڈاکٹر صاحبہ ودیاونتی یونانی لیڈی ڈاکٹر پرنسپل [illegible] اسکول الٰہ آباد اسکی ایڈیٹر ہیں۔ بچے والی عورتوں یا بچہ دینے والی عورتوں کے لیے اس قسم کے رسالے [illegible]

بہت ضرورت ہے جسمانی صحت کی ضرورت ذکور و اناث دونوں کو یکساں ہے۔ یہ ملک کی بدقسمتی ہے کہ اس میں قابل لیڈی ڈاکٹروں کا بھی توڑا ہے لوگ زنانے اسپتالوں سے خاطر خواہ کام لینے پر بھی کم مائل ہیں ایسی صورت میں کم از کم طبی معلومات بڑھانے کے لیے ہر گھر میں جہاں پڑھی لکھی عورتیں ہوں ایسے رسالوں کا مطالعہ ضروری ہے لہٰذا اس کی اشاعت ہونی چاہیے۔ اگر کوئی خامی نظر آئے تو رسالہ پبلک مال ہے خود ہی اصلاح کر لیجیے خریداری سے منھ نہ موڑیے۔ دو روپیہ سالانہ قیمت معقول انتظام و اہتمام کے لحاظ سے کچھ زیادہ نہیں ہے۔ پتا دفتر طبیبہ نمبر ۳ یاسین گنج الہ آباد

عزت سہارنپور

معمولی پرچہ ہے ہفتہ وار نکلتا ہے اعتبار اسم بامسمّیٰ کی ضرورت تھی تو پھر کیا ہو گیا ابتدائیات کا عذر اور اس سے بدتر لکھائی چھپائی ہے لیکن کون کہے کہ عزت سستی ہے تو دو روپے [illegible] بیچے تو سر راہ خریدو۔ ہر عزت بیچے اس سے بڑا جرم اور کون ہے [illegible] جو نہ خریدے اس سے زیادہ بخیل کون؟ سرے پر لکھا ہے نیکوں کی حفاظت بدمعاشوں کی تباہی کرنے والا ہفتہ وار اخبار عزت سہارنپور بس یہی پتا کافی ہے۔ سالانہ قیمت چار روپیہ۔

اسپیکر دراسے بیرٹی

سچ پوچھیے تو شہر بڑا ہو یا چھوٹا کافی اخبار کی ضرورت ہر ایک کو ہے۔ یورپ میں تو کوئی چھوٹا سا گاؤں بھی پریس کے برکات سے محروم نہیں جس کی آبادی پانچ ہزار ہے وہاں ایک روزانہ پرچہ بھی [illegible] کی اطلاعات کے واسطے [illegible] گرد و پیش شہر عام ہے اخبار کے مطالعہ کے [illegible] لوگ واقف ہیں ہندوستان کے کسی بڑے شہر میں بھی [illegible] اس نعمت سے محروم ہیں [illegible] پہنچتے [illegible] ان لوگوں کے باعث [illegible] اخبار [illegible] کا خیال کیجیے

بغیر ہفتہ وار اخباری کاغذ چھپوا کے شائع پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

اسپیکر [illegible] نام بڑا بھی ہے اور ادھورا بھی جب تک مضاف الیہ کی توضیح نہ ہو۔ کاغذ اچھا ہے مضمون بھی مناسب ہیں مگر چھپائی میں اصلاح کی ضرورت ہے سید محمد حسن صاحب رونق اسکے اڈیٹر ہیں سالانہ قیمت کا حصہ دفتری کے حسن عمل سے نام کی پٹی کے نیچے دب گیا ہے۔ لہٰذا کیا بتائیں آپ ہی پوچھ لیجیے۔

المختصرات

ایک نوکر سے مالک نے کہا دیکھ تو پانی برستا ہے یا نہیں؟ نوکر تھا کاہل چارپائی پر بیٹھے بیٹھے بولا ہاں برستا ہے۔ مالک نے کہا [illegible] دروازے بند ہیں تجھے کیونکر معلوم ہوا؟ نوکر نے جواب دیا کہ ابھی [illegible] ادھر سے ایک بلی نکلی تھی میرا ہاتھ اس پر لگا تو وہ بھیگی ہوئی تھی۔ اگر اس نوکر کے منطقی جواب سے مالک مطمئن ہو گیا تو ہمارے [illegible] خلیفۃ المسیح حاجی شوکت علی صاحب [illegible] کی منطق بھی قابل اطمینان ہے کہ آل پارٹیز کانفرنس کے تجاویز میں [illegible] کی ترمیم ناممکن ہے جیسے بلی سے ہاتھ مس ہو گیا پانی برس رہا ہے [illegible] الہامی کتابوں کے [illegible] اور انھیں قابل ترمیم خیال کرتے ہیں بھلا یہ تجاویز کس شمار قطار میں ہیں [illegible] ابھی تک یہ تجاویز مسودہ کی حالت میں ہیں۔ ابھی تیل دیکھیے تیل کی دھار دیکھیے جب حکومت وقت تو [illegible] اس وقت اڈیٹی اور [illegible] زندگی پر [illegible] اصول اصطلاح [illegible] پر جھگڑا کرنا [illegible]

سر [illegible] مدراس۔ ایک [illegible] میں [illegible] کی ٹانگ پکڑی تھی لیکن [illegible] کیا تھا کہ [illegible] حکومت نے [illegible] کے استعمال [illegible] اور کتوں میں [illegible] طرح کی دواؤں سے [illegible] ڈاکٹر [illegible]

کھائی نہیں دینیات کو بھیڑ کی ٹانگ پکڑوتی ہے سر [illegible] اس اب اپنا تحقیقاتی ذخیرہ بھیجنا چاہتے ہیں جسکی قیمت دو ہزار پونڈ ہے۔ ہماری رائے ہے کہ [illegible] سے حکومت سبق لے اور یہ ذخیرہ ہاتھ سے جانے نہ دے۔ ورنہ لوگ کہیں گے کہ

[illegible] گرفت [illegible] است
پیشہ کے [illegible] است

اس پر چلتے ہیں کہ ہم وہ جھگڑے [illegible]۔ [illegible] کہیں دیکھیے کہ ہندوستانی خود مختار ریاستوں کا رشتہ جو کہ تاج سے ہے [illegible] کے حکومت ہند کی [illegible] میں [illegible] کرنا چاہتے ہیں۔ [illegible] نے اگر [illegible] گولیاں [illegible] ہوتیں تو آج تک [illegible] حکومت ہند [illegible] مسقط۔ عراق۔ حجاز۔ [illegible] کابل۔ تبت۔ بلوچستان [illegible] قاضی [illegible] شاعر [illegible] رشید [illegible] شاعر تھا مگر [illegible] دیا تھا۔ ایک دن [illegible] خراب کباب [illegible] خلیفہ تنہا [illegible] خلوت خانہ میں چلا آیا [illegible] شخص [illegible] پوچھا کیا حال ہے جواب [illegible]

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا مین گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کیطرح سرون کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا غذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

کہ حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہین کہ تاحال موسیقی کے

جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہین ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم مین مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کے زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائی اور انکے گھر سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا

اُستاد محمد علی خان

میان تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگون کی دُھرپد اور ہوریان اس کتاب مین اُنسے نقل کیگئی مین لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہین تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب مین لکھ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہین جسطرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا وہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہین انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ ناز بھی آپکو اس کتاب مین ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھون روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے اُستادون کا سرمایہ ناز اسمین موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔

محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔

المشتہر:- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ